سوال

(13) نوازل یا مقدمات کے سلسلہ میں طلبہ کو مجتمع کر کے بخاری شریف ختم کرانا جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نوازل یا مقدمات کے سلسلہ میں طلبہ کو مجتمع کرکے بخاری شریف ختم کرانا جائز ہے اگر جائز ہے وتوجہ جواز کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صحیح اور دجائز مقصد کےلیے بخاری شریف ختم کرنا، دوسروں مثلا: علماء وطلباء سے ان کو مجمتع کرکے یا بغیر اجتماع کے ختم کرانا جائزاورمباح ہے۔ اس مشہورومعروف طریقہ کی مخالفت میں سب سے پہلے ایک ازہری فاضل نے، جامع ازہر کے علماوفضلاء نےفع وباء ہیضہ کی غرض سے بخاری شریف ختم کی تھی۔جمادی الاولی 1320 ہجری میں مصر کے کسی علمی رسالہ میں ایک تیزوتند مقالہ شائع کرایا تھا، جس میں بجز سطحی باتوں کے کوئی ٹھوس اور معقول بات نہیں تھی۔ بہرکیف جوازاوراباحت کی دووجھیں ذکر کی جاتی ہیں:

(1) دیگرکبت احادیث کے خلاف صحیح بخاری کے بیشتر تراجم ابواب آیات قرآنی پر مشتمل ہیں، ونیز کتاب التفسیر کی وجہ سے بھی اس میں بہت زیادہ قرآنی آیات آگئی ہیں، اس کا متن دیگر کتب احادیث کے متون سے علی اسبیل القطع اصح ہے، اورکتابوں کی نسبت اس میں احادیث قدسیہ زیادہ ہیں۔ نیز اس میں صحیح ترین دعاؤں اوراذکار کاذخیرہ موجود ہے۔ اوریہ معلوم ہے کہ حدیث کی دوسری کتابیں اور مجموعے ان کھلے ہوئے ظاہری فضائل ومزایا سے خالی ہیں، یہ شرف نہ موطا کوحاصل ہے نہ مسلم کو، نہ دیگر کتب صحاح وسنن ومعاجم ومسانید واجزاء کو، ان وجوہ سے متن بخاری کی قرات امورخیراوراعمال فاضلہ سے ہوئی اور توسل بالاعمال الفاظ کے جواز میں کسی مسلمان کوشک نہیں۔

کیف وقد ثبت فی الصحیحین (صحیح البخاري کتاب الأدب باب إجابة دعاء من بروالدیه 7/69، و صحیح مسلم کتاب الذکر، باب قصة أصحاب الغار (2743)(4/2099) وغیرہما، أن النبی صلی اللہ علیه وسلم حکی عن الثلاثة الذین انطبقت علیهم الصحزة، أن کلو واحد منهم توسل إلی اللہ بأعظم عمل، قار تفعت الصحزة، فعلم أن التوسل بالأعمال الفاضلة جائز، فإنه لو کان غیر جائز أو کان شرکا، لم تحصل الإجابة لهم، ولا سکت النبی صلی اللہ علیه وسلم عن إنکار ما فعلوه بعد حکایة عنهم. پس مجوزین قراءة بخاری عندالنوازل والبلیات اس نیت سے بخاری ختم کرتے یا کراتے ہیں کہ یہ ایک صالح عمل ہے، جس کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالی اس بلیہ اورنازلہ کودور فرمادیں گے اورمقصد پورا کردیں گے، خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اوراس کا ختم علم صالح ہے اوراس کے ساتھ توسل جائز، اسی طرح متن بخاری کی قرات بھی عمل خیر ہے پس اس کے ساتھ بھی توسل جائز ہوگا، اگرچہ قرآن کی طرح اس کے تمام الفاظ کا متعبد بہ ہونا منصوص نہیں ہے۔

(2) جوازوباحت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو شرکیہ اورکفریہ نہ ہواوران کا معنی ومفہوم معلوم ہو، ان کے ساتھ بالاتفاق رقیہ (دم) کرنا جائزاورمباح ہے، اورکسی ایسے کلمہ

کے رقیہ ہونے اوراس کے ساتھ اسرقا کے جواز کےلیے یہ ضروری نہیں کہ اس کا رقیہ ہونا کتاب اللہ وسنت کے اندر منصوص ہو کما یدل علیہ حدیث أبي سعید الخدري في الصحیحین (صحیح البخاري کتاب الإجازۃ، باب ما یعطی في الرقیۃ علی احیاء العرب بفاتحۃ الکتاب 53/3، صحیح مسلم کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن (2201)4/1727) وغیر ہما في قصۃ رقیۃ لدیغ الحي بفاتحۃ الکتاب اور دفع آفات بلیات وکفایت مہمات وقضاء حاجات وکشف کربات وغیرہ کےلیے صحیح بخاری کی قرأت اور ختم کا رقیہ نافع ہونا علماء سلف کے تجربہ میں آچکا ہے، اسی لیے ایسے مواقع میں بطور رقیہ کے اس کی قرأت کی جاتی ہے، وہذا لا بأس بہ (مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص: 57)

مخالفین ومانعین حسب ذیل شبہات پیش کرتے ہیں:

(1) آں حضرت ﷺ، صحابہ، تابعین کے مبارک زمانوں میں بھی احادیث نبوی کے بعض مجموعہ موجود تھے۔ لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے ان صحیفوں کی قرات کے ساتھ توسل یا استرقاء کا حکم یا اباحت یا اجازت منقول ہے نہ صحابہ وتابعین سے۔ اگر یہ چیز مشروع ہے تو قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی نظیر ضرور ملنی چاہیے۔

(2) بعض دفعہ وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کےلیے بخاری شریف پڑھی جاتی ہے۔ اگر اس کی قرات مجرب ہے تو مقصود متخلف کیوں ہوجاتا ہے؟

(3) قرآن کریم کے الفاظ وحروف اوراس کی تلاوت متعبد بہ ہیں۔ اورحدیث خواہ وہ قدسی کیوں نہ ہو۔ اس کی شان نہیں، پھر مقاصد خیر کےلیے قرآن کی قرات اوراس کا ختم کیوں نہیں اختیار کیا جاتا؟ ہمارے طرز عمل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن سے افضل اور برتر بخاری جانتے ہیں۔

(4) اگراس کی قرات اور ختم میں واقعی یہی تاثیر ہے، توپھر غیر مسلموں سے جہاد کےلیے نیزہ وشمشیر، تیر وتفنگ، توپ اور بندوق سینکڑوں قسم کے بم، مشین گن، بحری اور بری جہاز، تارپیڈو کشتی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ جب ایسی ضرورت پیش آئے صحیح بخاری ختم کرادی جائے۔ دشمن بھاگ جائیں گے یا تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔ دورنہ جائیے ہندوستان میں اسلامی حکومت یا پاکستان قائم کرنے کا اس سے بڑھ کر سستا اور آسان، مجرب اور سہل نسخہ اورکیا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بم یا کسی اور سبب سے لگی ہوئی آگ بجھانے کےلیے یا آگ سے محفوظ رہنے کےلیے نہ پانی کی ضرورت ہے نہ فائر بریگیڈ کی۔ آگ بجھانے اورآگ سے محفوظ رہنے کےلیے بخاری کی قرات کافی اوروافی ہے۔ ہیضہ وطاعون ودیگر امراض وبائیہ کے دفعیہ کےلیے نہ حکیم اورڈاکٹر کی ضرورت رہی، نہ ہزاروں قسم کی دواؤں کی۔ چوری، ڈکیتی، ہزنی سے محفوظ رہنے کےلیے محکمہ پولیس کی بھی حاجت نہیں رہی۔ کیوں کہ ان تمام امور کےلیے قرات بخاری کافی ہے۔ علماء طلبہ کی چند جماعتیں ان مختلف موقع میں بخاری ختم کرنے کےلیے مخصوص ومتعین کردی جائیں اوربس ہراروں روپیہ کے اخراجات اسے نجات مل جائے گا اورسلطنت کے تمام اجتماعی امور نہایت آسانی سے انجام پذیر ہوجائیں گے۔

(5) سب سے پہلے اس طریقہ کوکس نے رائج اورجاری کیا؟

لیکن یہ تمام شبہات بالکل سطحی اورعدم تدبر کا نتیجہ ہیں:

(1) مختلف اغراض ومقاصد کےلیے توسل ختم القرآن مخالفین کے نزدیک بھی جائز ہے، لیکن نہ آں حضرت ﷺ سے مقاصد مذکورہ بالا کےلیے توسل ختم القرآن اجتماعا یا انفرادا کا حکم یا اس کی اباحت صراحت منقول ہے نہ صحابہ یا تابعین سے۔ پس اگر یہ توسل جائز ہے تو آں حضرت ﷺ یا کم ازکم صحابہ تابعین سے کیوں منقول نہیں؟

(2) آں حضرت ﷺ کی مبارک زندگی میں اصحاب حاجات، خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ سے بارگاہ الہی میں دعا کی سفارش کی درخواست کرتے، توآپ توسل بقراۃ القرآن کی ہدایت کے بجائے ان کے حق میں دعا فرماتے۔ پس جس طرح آپ ﷺ کی دعا اورسفارش مقتضی عدم جواز توسل بختم القرآن نہیں ہے، اسی طرح وہ عدم جواز توسل بقراۃ الاحادیث کی بھی مقتضی نہیں ہے۔

ونیز عدم نقل، عدم وقوع یا وقوع عدم کو مستلزم نہیں ہے۔ ونیز کسی چیز کی اباحت کےلیے یہ ضروری نہیں کہ وہ صراحتا ونصا بھی آپ ﷺ سے فعلاً یا تقریرًا ثابت ہو۔ شرع میں بہت سے ایسے امور ہیں جو مسلمانوں میں معمول بہ ہیں۔ لیکن وہ نصاثابت ومنقول نہیں ہیں۔ بلکہ مسائل قیاسیہ مستنبطہ میں سے ہیں ونیز آں حضرت ﷺ نے فرمایا: ''ما سکت عنہ

فهو عفو،، (ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء (1762) 4 220 ،ابوداؤد کتاب الاطعمة باب مالم یذکرمالم تحریمه (2800) 4 75 واللفظ له) پس اس حدیث کی روشنی میں ختم بخاری کے مخالف کو تشدد سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(2) یہ مسلم ہے کہ آیات قرنیہ من کل الوجوہ شفاء ورحمۃ ہیں، ہونے میں قادح نہیں ہے، اسی طرح ختم بخاری (جو مجرب ہے) کے باوجود کسی عارضی کے باعث بعض منافع مقصود ومقاصد مطلوبہ متخلف ہوجاتے ہیں۔ یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ مقصود بہر حال حاصل ہوگا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے توان کا مقصود پورا ہوجاتا۔ لیکن باین ہمہ ہر انشاء اللہ کہنے والے کے لیے اس کے مطوب کا حاصل ہونا ضروری اور یقینی نہیں ہے۔ وهكذا في الأذكار والأدعية الأخري التي وردت فضائلها في كتب الأحاديث.

(3) بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان یہ فرق موجود ہے۔ اور ضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کے لیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اور تارک ہیں جس مقام کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

(4) بے شک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان یہ فرق موجود ہے۔ اور ضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کے لیے قرآن بھی ختم کراتے ہیں۔ وہ لوگ کب اس کے مخالف اور تارک ہیں جس مقام کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔

(4) یہ شبہ بے حد ضد اور عناد وکج فہمی پر مبنی ہے۔ مجوزین ختم بخاری یہ کب ہیں کہ ان تمام مہمات میں صرف ختم بخاری پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اور مادی وسائل، ظاہری اسباب نہیں اختیار کرنے چاہیں۔ آں حضرت ﷺ سے مختلف اغراض ومقاصد کے لیے مختلف آیات قرآنیہ اور ادعیہ واذکار کی اجازت واباحت منقول ہے۔ کیا اس اجازت اور تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ وسائل اور ذرائع اور اسباب عادیہ ظاہریہ سے قطع نظر کرلیا جائے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہا جائے۔ اور رات دن اوراد ووظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول رہا جائے۔ وهذا لا يتفقوه به إلا غبي جاهل عن مرمى الكلام ومغزاه، وهو بمعزل عن خطابنا.

(5) ختم بخاری کو بطور رقیہ کے سب سے پہلے رائج کرنے والے کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس عمل کی صحت کے لیے اول من سن ذلک معلوم کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ معتبر ادلہ سے اس کا جواز ثابت ہے۔

(محدث دہلی ج: اش: رمضان 1361ھ اکتوبر 1942ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 52

محدث فتویٰ